مقالات

بشارات الانبیاء

نبوت محمدی کے متعلق انبیاء سابقین کی پیشگوئیاں

(۴)

از جناب مولوی فضل حق صاحب

چوتھی بشارت

کتاب پیدائش، باب ۱۷، آیت ۲۰ میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کے حق میں یہ وعدہ فرماتا ہے:-

"اور اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کرونگا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔"

آخری فقرے کا ترجمہ ۱۸۴۴ء کے عربی ترجمہ میں یہ کیا گیا ہے واجعله لشعبٍ کبیرٍ (یعنی میں اس کو ایک بڑی قوم کے لیے بناؤں گا) بعد کے جدید ترجمہ میں اس کو اجعله امةً کبیرةً کر دیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اشارہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیونکہ اولاد اسمٰعیل میں آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس نے ایک بڑی قوم بنائی ہو، آپ سے پہلے بنی اسمٰعیل کوئی ایک قوم نہ تھے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا نقل فرمائی ہے جو انہوں نے

حضرت اسمٰعیل کے حق میں کی تھی اور وہ یہ ہے۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (البقرہ : ۱۵)۔

امام قرطبی اپنی کتاب کے حصہ دوم فصل اول میں لکھتے ہیں۔ بعض خبردار لوگ جو یہودیوں کی زبان میں مہارت رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، کہتے ہیں کہ تورات کی اس عبارت میں دو مقامات پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اعداد کے طریق پر نکلتا ہے، جو یہودیوں میں مستعمل ہے۔

(۱) "میں اسے بہت بڑھاؤں گا"۔ یہاں اصل لفظ جو استعمال کیا گیا تھا "بماد ماد" ہے ان حروف کے اعداد ۹۲ ہیں۔ اسی طرح لفظ محمدؐ کے اعداد بھی ۹۲ ہیں۔

(۲) لشعب کبیر۔ اصل میں "لغوی غدادل" تھا۔ یہودیوں کی ابجد میں حرف غ کے عدد تین ہیں۔ (کیونکہ غ ان کے ہاں ج کی جگہ پر ہے) اس لحاظ سے ان الفاظ کے مجموعی اعداد بھی وہی ۹۲ ہیں۔

احبار یہود میں سے ایک شخص عبدالسلام تھا جو سلطان بایزید مرحوم کے زمانے میں مسلمان ہوا۔ اس نے ایک چھوٹا سا رسالہ الرسالة الهادیة کے نام سے لکھا ہے۔ اس میں کہتا ہے، کہ احبار یہود میں حروف ابجد سے دلائل و اشارات نکالنے کا قاعدہ عام طور پر رائج تھا۔ جب حضرت سلیمان نے بیت المقدس تعمیر کیا تو احبار یہود جمع ہوئے اور کہا کہ یہ عمارت چار سو دس سال قائم رہے گی پھر تباہ ہو جائے گی۔ یہ پیشنگوئی لفظ بزأت کے اعداد سے نکالی گئی تھی۔ پھر کہتا ہے :۔

"یہودیوں نے لفظ بماد ماد سے استدلال کرنے کو اس لیے غلط ٹھیرایا ہے کہ اسا

لفظ میں ب نفس کلمہ کا جز نہیں ہے بلکہ ایک حرف ہے جو صلہ کے طور پر لایا گیا ہے۔ اگر اس کو الگ کر دیا جائے تو محمدؐ نام نکالنے کے لیے ایک اور ب کی ضرورت ہوگی اور بماد ماد کہنا پڑے گا۔ میں کہتا ہوں کہ تمہاری زبان میں یہ قاعدہ مشہور ہے کہ جب دو ب ایک جگہ جمع ہو جائیں، ایک حرف ہو اور دوسری نفس کلمہ کا جز، ہو تو حرف کو اڑا کر نفس کلمہ کے جز کو باقی رکھا جاتا ہے۔ اس کی مثالیں اتنی کثیر ہیں کہ ان کو بیان کرنے کی بھی حاجت نہیں"۔

یہ تحقیق اتنی معتبر ہے کہ علماء نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی میں ایک نام ماد ماد بھی لکھا ہے، جیسا کہ قاضی عیاض کی شفا میں مذکور ہے

پانچویں بشارت

کتاب پیدائش باب ۴۹، آیت ۱۰ میں ہے:۔

"یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حاکم اس کے پاؤں کے درمیان سے جاتا رہے گا جب تک کہ سیلاہ آوے اور قومیں اس کے پاس اکٹھی ہوں گی۔"

انگریزی ترجمہ میں سیلا کو اس کے صحیح تلفظ کے ساتھ شیلوہ (Shileh) لکھا ہے۔ اس کا ترجمہ بعض عربی تراجم میں الذی لہ الکل کیا گیا ہے (یعنی وہ جس کے لیے سب کچھ ہے)۔ اور بعض ترجموں میں الذی ھو لہ سے اس کو تعبیر کیا گیا ہے (یعنی وہ کہ یہ ریاست کا عصا اسی کے لیئے ہے) اس آیت میں موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی شریعتوں کے دور ختم ہونے کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دور، دورہ شروع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ عبدالسلام نے الرسالۃ الھادیہ میں آیت کے ابتدائی فقرے کا صحیح ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

لا یزول الحاکم من یھودا ولا راسم من بین رجلیہ۔

پھر وہ لکھتا ہے کہ حاکم سے مراد موسیٰ علیہ السلام ہیں، کیونکہ حضرت یعقوب کے بعد وہی ایک صاحب شریعت نبی آئے ہیں۔ اور راسم سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد وہی صاحب شریعت نبی آئے ہیں۔ ان دونوں کے بعد کوئی ایسا شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہیں آیا جس کی شریعت تمام دنیا پر چھا گئی ہو اور جس نے اسلام نہ لانے والوں کے خیالات، عوائد اور قوانین پر بھی گہرا اثر ڈالا ہو پس معلوم ہوا کہ اس پیشنگوئی میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے "شیلوہ" سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حاکم اور راسم کے بعد آپ ہی تشریف لائے۔ آپ ہی کو دنیا کی ریاست عطا ہوئی، اور آپ ہی کی طرف قومیں اکٹھی ہوئیں۔ دوسرے انبیائے بنی اسرائیل کو اس کا مصداق نہیں ٹھیرایا جا سکتا، کیونکہ وہ صاحب شریعت نہ تھے، اور یہاں حضرت یعقوب کی مراد صاحب احکام و شریعت ہی سے ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہاں اور ایک نکتہ بھی ہے۔ حضرت یعقوب نے حضرت موسیٰ کے لیے حاکم کا ہم معنی لفظ استعمال فرمایا کیونکہ ان کی شریعت جبری و انتقامی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ کو راسم کہا کیونکہ ان کی شریعت نہ جبری ہے نہ انتقامی۔ اس کے بعد "شیلوہ" کا ذکر کیا جس کا مفہوم ان دونوں کا جامع ہے، یعنی اس کو دنیوی سلطنت بھی حاصل ہوگی جس کے لیے جبر و انتقام ضروری ہے اور پھر اس میں عفو و رحمت کی شان بھی ہوگی۔ ان دونوں کا جامع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہے؟ یہ بات نہ مسیح یہود پر صادق آتی ہے جیسا کہ یہودیوں کا گمان ہے، اور نہ عیسیٰ علیہ السلام پر جیسا کہ مسیحی کہتے ہیں۔ یہودیوں کی دنیوی سلطنت کو زائل ہوئے ڈھائی ہزار برس سے زیادہ ہو گئے۔ اور آج تک ان کے مسیح مزعوم کا پتہ نہیں۔ رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ان کے ظہور سے ۶ سو برس پہلے ہی یہودیوں کی دنیوی سلطنت ختم ہو چکی تھی۔ وہ اس وقت پیدا ہوئے جب ان کی قوم رومیوں کی بدترین غلامی میں مبتلا تھی۔ خود انہوں نے "یہودا" کی دنیوی سلطنت واپس لینے کی کوشش نہیں کی

بلکہ جس غلامی کی حالت میں پیدا ہوئے تھے اسی میں دنیا سے اٹھ گئے۔ اُن کے بعد بھی یہود کو ریاست کا عصا نہ ملا، بلکہ وہ آج تک اس سے مسلوب ہے۔ اس میں شک نہیں ان کے جانے کے سالہا سال بعد ان کا نام لینے والوں کو دنیوی سلطنت ملی مگر ان کی شریعت کے اتباع سے نہیں بلکہ اس کی خلاف ورزی سے۔ خود حضرت عیسیٰ نے کوئی ایسی تعلیم نہیں دی جو دنیوی سلطنت کے حصول میں کسی حیثیت سے بھی مددگار ہو۔ پھر "شیلوہ" کے مصداق وہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

چھٹی بشارت

زبور ۴۵ کی پوری عبارت ایک پیشنگوئی ہے اور وہ یہاں لفظ بلفظ نقل کی جاتی ہے :-

۱۔ میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے میں ان چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بنائی ہیں بیان کرتا ہوں۔ میری زبان ماہر لکھنے والے کا قلم ہے۔

۲۔ تو حسن میں بنی آدم[1] سے کہیں زیادہ ہے، تیرے ہونٹوں میں لطف بٹا یا گیا[2] ہے، اسی لیے خدا نے ابد تک تجھ کو مبارک کیا۔

۳۔ اے پہلوان[3] اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔

۴۔ اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ اور تیرا داہنا ہاتھ تجھ کو ہیبت کام سکھلاویگا۔

---

[1] عربی میں بنی البشر اور انگریزی میں (Children of men) لکھا ہے۔ پس بنی آدم سے مراد یہ ہے کہ تو عام انسانوں سے حسن میں زیادہ ہے یا تیرا حسن غیر معمولی ہے۔

[2] یہ ترجمہ مہمل ہے۔ انگریزی میں صحیح مفہوم ادا کیا گیا ہے (Grace is poured into Thy lips) یعنی تیرے لبوں میں مہر و کرم بھر دیا گیا ہے۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ

[3] پہلوان کا لفظ مترجم کا طبعزاد معلوم ہوتا ہے۔ انگریزی ترجمہ میں (Most [illegible]) لکھا ہے۔ عربی کے قدیم ترجمہ میں القوی اور جدید ترجمہ میں الجبار ہے۔

۵۔ تیرے تیکھے تیر ہیں۔ لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں وے بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔

۶۔ تیرا تخت اے خدا ابدالآباد تک ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔

۷۔ تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے اس سبب سے خدا تیرے خدا نے تیرے ساتھیوں سے بڑھ کر تیرے سر پر خوشی کے تیل سے مسح کیا۔

۸۔ تیرے سارے لباس سے مُر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے کہ جن سے ہاتھی دانت کے محلوں کے درمیان انہوں نے تجھ کو خوش کیا ہے۔

۹۔ بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں، تیرے داہنے ہاتھ پر اوفیر کے سونے سے آراستہ ملکہ کھڑی ہے۔

۱۰۔ اے بیٹی سن لے اور سوچ اور اپنے کان ادھر کر اور اپنے لوگوں اور اپنے باپ کے گھر کو بھول جا۔

۱۱۔ تاکہ بادشاہ تیرے جمال کا نہایت مشتاق ہو کہ وہ تیرا خداوند ہے تو اسے سجدہ کر۔

۱۲۔ اور صور کی بیٹی ہدیے لاوے گی قوم کے دولت مند تیری خوشامد کریں گے۔

۱۳۔ شاہزادی گھر کے اندر کُل جلوہ گر ہے۔ اس کا لباس سراسر تاش کا ہے۔

۱۴۔ وہ سوزنی کپڑے پہنے بادشاہ پاس لائی جاتی ہے کنواری عورتیں جو اس کی سہیلیاں ہیں اس کے پیچھے پیچھے تیرے پاس پہنچائی جاتی ہیں۔

۱۵۔ خوشی اور شادمانی سے وے پہنچائی جاتی ہیں۔ وے بادشاہ کے محل میں داخل ہوتی ہیں

لہ۔ صحیح مفہوم پوری شان سے جلوہ گر ہے۔ یا گھر اس کے جلووں سے معمور ہے۔ انگریزی میں یہ مفہوم All glorious سے ادا کیا گیا ہے۔

"۱۶۔ تیرے بیٹے تیرے باپ داداؤں کے قائم مقام ہوں گے تو انہیں تمام زمین کے سردار مقرر کرے گا۔

۱۷۔ میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ پس سارے لوگ ابدالآباد تیری ستائش کریں گے۔"

تمام اہل کتاب تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس زبور میں کسی نبی کی خبر دی ہے جو ان کے بعد آنے والا تھا۔ یہودیوں کے نزدیک ایسا نبی اب تک نہیں آیا جس میں یہ صفات پائی جاتی ہوں۔ پروٹسٹنٹ علماء کہتے ہیں کہ یہ نبی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور اہل اسلام بالاتفاق انکا مصداق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیتے ہیں۔ جو صفات اس زبور میں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک ایک کو لیجئے اور دیکھیے کہ درحقیقت کون ان سب سے متصف ہے۔

(۱) حسن صورت اور ایسا حسن صورت جو عام انسانوں سے بالاتر ہو مسیح علیہ السلام کے متعلق اس قسم کی کوئی روایت نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ما رأیت شیئًا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کأنّ الشمس تجری فی وجھہ واذا ضحک یتلألأ فی الجدار۔ میں نے کوئی چیز آنحضرت صلعم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھی آپ کی صورت ایسی تھی گویا آفتاب ہے اور جب آپ ہنستے تو موتیوں کی لڑی سی چمکتی نظر آتی ام معبد رضی اللہ عنہا آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں اجمال الناس من بعید واحلاھم واحسنھم من قریب۔ دور سے دیکھو تو آپ سب لوگوں سے زیادہ جمیل اور قریب سے دیکھو تو سب سے زیادہ حسین و شیریں۔ براء ابن عازب کہتے ہیں ما رأیت شیئًا قط احسن منہ میں نے حضور سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز کبھی نہیں دیکھی۔ حضرت علی فرماتے ہیں لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ۔ میں نے نہ حضور سے پہلے کوئی آدمی آپ جیسا دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ دوسرے موقع پر حضرت علی فرماتے

ہیں۔ اجود الناس صدرًا واصدق الناس لهجة والينهم عريكة واكرمهم عشيرة من راٰه بديهة هابه ومن خالطه معرفة احبه۔ آپ سب سے زیادہ دریادل، سب سے بڑھ کر خوش بیان، سب سے زیادہ نرم خو، سب سے بڑھ کر ملنسار تھے۔ جو آپ کو پہلی مرتبہ دیکھتا وہ آپ کی شخصیت سے مرعوب ہو جاتا اور جو آپ سے واقف ہونے کے بعد ملتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ ھند بن ابی ہالہ کا بیان ہے یتلالؤ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر حضور کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ "ایک رات آنحضرت صلعم ایک سرخ حلہ پہنے ہوئے تشریف رکھتے تھے اور چاند نکلا ہوا تھا۔ میں ایک نظر چاند پر ڈالتا اور ایک نظر حضور پر۔ مجھے چاند سے زیادہ حضور حسین معلوم ہو رہے تھے"۔ جن لوگوں نے آپ کو دیکھا ہے وہ آپ کا حلیہ پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تناسب اعضاء اور حسن و جمال کے اعتبار سے احسن تقویم کا مکمل نمونہ تھے۔

(۲) شیرینی بیان۔ اس باب میں بھی مسیح علیہ السلام کے متعلق کچھ منقول نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دوست و دشمن سب اقرار کرتے ہیں کہ آپ غایت درجہ کے فصیح اللسان اور شیریں کلام تھے حتٰی کہ آپ کی تقریر سخت سے سخت مخالف تک کے دل میں اتر جاتی تھی۔

(۳) خدا نے ابد تک مبارک کیا۔ اس سے بڑھ کر تبریک کیا ہو گی کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ اور یہی نہیں بلکہ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ساڑھے تیرہ سو برس سے بے شمار مخلوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روزانہ کئی کئی بار درود بھیجتی رہی ہے اور قیامت تک بھیجتی رہے گی۔

(۴) مادی طاقت، تلوار اور قوت قاہرہ۔ یہ چیز حضرت عیسیٰ کو ملی ہی نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی ملی کہ جس طاقت نے آپ کا مقابلہ کیا اس کو آخر کار نیچا دیکھنا پڑا۔ یہی نہیں بلکہ آپ کو

جسمانی قوت بھی ایسی دی گئی تھی کہ آپ نے عرب کے مشہور پہلوان رکانہ کو اسطرح پچھاڑ دیا گویا وہ آپ کے ہاتھ میں ایک بچہ تھا۔ آپ کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ حضرت علی جیسا بہادر سپاہی کہتا ہے، کہ جنگ میں جب ہم پر سخت وقت آتا تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لیتے۔ تمام عمر کبھی لڑائی میں پیٹھ نہیں دکھائی بلکہ اپنے مقام سے ہٹے تک نہیں۔ جنگ حنین میں تمام فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ بظاہر شکست ہو چکی تھی۔ مگر ایک اللہ کا رسول تھا کہ میدان جنگ میں پہاڑ کی طرح قائم تھا اور کہہ رہا تھا :۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

ابن عمر رضی اللہ عنہ وعن ابیہ کا بیان ہے کہ ما رأیت اشجع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے حضور سے زیادہ بہادر کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(۵) امانت، حلم اور صداقت۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خصوصیات ہیں جن کا دشمنوں نے بھی اعتراف کیا ہے۔ کفار قریش سے بڑھ کر آپ کا دشمن کون ہوگا۔ ان کو بھی آپ کی امانت پر بھروسہ تھا۔ ابو سفیان نے اس زمانے میں جب وہ دشمنان اسلام کا سپہ سالار تھا قیصر روم کے سامنے آپ کی راست گوئی کا اقرار کیا۔ حلم کا یہ حال تھا کہ مکہ فتح کرتے ہیں۔ وہ دشمن جنہوں نے آپ کو سخت اذیتیں دیکر وطن سے نکالا اور پھر دار الھجرت میں بھی آپ کو آٹھ برس تک چین سے نہ بیٹھنے دیا، آپ کے بس میں ہیں۔ چاہیں تو ایک ایک سے بدلہ لیں۔ مگر سب کو معاف فرما دیتے ہیں، اور معاف ہی نہیں فرماتے بلکہ احسان اور نوازشات سے اتنا سرفراز فرماتے ہیں کہ پرانے دوستوں اور جان نثاروں کی زبانوں تک حرف شکایت آجاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر حلم کی مثال یہ ہے کہ جو عورت آپ کے پیارے چچا کا کلیجہ نکال کر چبا گئی تھی اس کو بھی معاف کر دیا اور عنایات سے نوازا۔ تاریخ عالم ایسے حلم و عفو اور فراخ دلی کی نظیر پیش کرنے سے

عاجز ہے۔

(۶) تیرے تیر تیز ہیں، دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔ لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں۔ یہ مجازی کلام ہے۔ دل میں لگنے والا تیر در اصل لوہے کا نہیں زبان کا تیر ہوتا ہے۔ یہ تیر قرآن کے تیر تھے کہ بڑے بڑے پتھر کے کلیجے اس کو سن کر پانی ہو گئے۔ مخالفین اسلام اس کو سنتے ہوئے ڈرتے تھے کہ کہیں دل میں نہ اتر جائے۔ ایک نہیں بیسیوں کفار ایسے تھے کہ دشمنی کے ارادے سے آئے اور قرآن کے تیر سے مجروح ہو کر رہ گئے۔ اسی کا اثر تھا کہ لوگ فوج در فوج حضور کے قدموں کے نیچے اکٹھے ہوتے چلے جاتے تھے۔ یدخلون فی دین اللہ افواجًا۔

(۷) تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی راست آتی ہے کہ کسی پر نہیں آتی۔ اسی لیے آپ کو اللہ نے ایسی کامیابی عطا کی کہ انبیاء میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

(۸) بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ بادشاہوں سے مراد سردارانِ قبائل ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ازواج مطہرات عرب کے معزز سرداروں کی بیٹیاں تھیں۔

(۹) اوفیر کے سونے سے آراستہ ملکہ حضرت داؤد اس کو اے بیٹی سے خطاب کرتے ہیں اور اس کو نصیحت کرتے ہیں کہ تو اپنے شوہر کی مطیع بن اور اپنے لوگوں کو بھول جا۔ یہ اشارہ ہے حضرت صفیہ ام المومنین کی طرف۔ وہ اسرائیلی سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ حرم نبوی میں داخل ہونے کے بعد ذات رسالت پناہ میں ایسی محو ہوئیں کہ پھر ان کو اپنے خاندان اور اپنے عزیزوں کا خیال تک نہ آیا۔

(۱۰) قوم کے دولت مند تیری خوشامد کریں گے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت ابوبکرؓ اور دوسرے دولت مند صحابہ نے اپنی ساری دولتیں حضور کے قدموں میں ڈال دیں۔ باہر کے ملوک اور امراء میں سے نجاشی شاہ حبش، مقوقس مصر، ہرقل قیصر روم، اور ملوک بحرین و عمان نے آپ کے پاس

تحائف اور ہدیے بھیجے۔

(۱۱) تیرے بیٹے تیرے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے۔ یہ ائمۂ اہل بیت علیہم السلام پر صادق آتی ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان (باستثناء خوارج) ان کی سرداری کو تسلیم کرتے ہیں دنیوی پرجو اقتدار ان کو حاصل ہوا اور اب تک حاصل ہے وہ بادشاہوں کو کبھی نصیب نہیں ہوا۔

(۱۲) سارے لوگ ابد الآباد تک تیری ستائش کریں گے۔ مسلم اور غیر مسلم جس کثرت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا کرتے ہیں، نوع انسانی میں سے کسی شخص کی نہیں کرتے۔ آج کروڑوں انسان اذانوں میں آپ کا نام بلند کرتے ہیں، نمازوں میں آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں تحریروں اور تقریروں میں آپکی ثنا وصفت بیان کرتے ہیں آپکے نشان کف پاپاک کو سروں پر رکھا جاتا ہے اور جس چیز کو آپ کی ذات سے ادنیٰ سی نسبت بھی حاصل ہے وہ آنکھوں سے لگائی جاتی ہے۔

اب دیکھو کہ دنیا میں کون ایسا شخص گذرا ہے یا آج پایا جاتا ہے جس پر حضرت داؤد علیہ السلام کی بیان کردہ علامتیں اس قدر ٹھیک صادق آتی ہوں۔ مسیح علیہ السلام نہ حسین وجمیل تھے۔ نہ طاقت ور تھے، نہ تلوار ان کو نصیب ہوی، نہ ان کے تیروں میں کوئی تیزی تھی، نہ لوگ فوج در فوج ان کے قدموں کے نیچے آئے، نہ امرا نے ان کی اطاعت کی، نہ بادشاہوں نے ان کو ہدیے بھیجے، نہ ان کے حرم میں کوئی عورت داخل ہوی۔ نہ وہ صاحب اولاد ہوئے کہ ان کے بیٹے اپنے بزرگوں کے قائم مقام ہوتے۔

ساتویں بشارت

زبور ۱۴۹ میں ہے:-

"۱۔ خداوند کی ستائش کرو خداوند کے لیے ایک نیا گیت گاؤ اور اس کی مدح

۲۔ اسرائیل اپنے بنانے والے سے شادمان ہووے بنی صیہون اپنے بادشاہ کے سبب خوشی کریں۔

۳۔ وے اس کے نام کی ستائش کرتے ہوئے رقص کریں وے طبل اور بربط بجاتے ہوئے اس کی ثناخوانی کریں۔

۴۔ کیونکہ خداوند اپنے لوگوں سے خوش ہوتا ہے وہ حلیموں کو نجات کی زینت بخشتا ہے

۵۔ پاک لوگ اپنی بزرگواری پر فخر کریں اور اپنے بستروں پر بلند آواز سے گائیں۔

۶۔ خدا کی ستائش بلند آواز سے ان کی زبانوں پر ہووے اور ایک دو دھاری تلوار ان کے ہاتھ میں ہو۔

۷۔ تاکہ غیر امتوں (کفار = Heathen) سے انتقام لیویں اور لوگوں کو سزا دیویں

۸۔ تاکہ ان کے بادشاہوں کو زنجیروں سے اور ان کے امیروں کو لوہے کی بیڑیوں سے جکڑیں۔

۹۔ تاکہ ان پر وہ فتویٰ جو لکھا ہوا ہے جاری کریں کہ اس کے پاک لوگوں کی یہی شوکت ہے۔ خداوند کی ستائش کرو"۔

اس زبور میں جس بادشاہ اور جس گروہ کی بشارت دی گئی ہے، اس کی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ اللہ کے لوگ (حزب اللہ) ہیں، پاک لوگ (ابرار) ہیں، حلیم اور نرم خو (اذلۃ علی المومنین اور رحماء بینھم) ہیں، خدا کی ستائش بلند آواز سے کرنے والے ہیں (اذان اور صدائے تکبیر)، دو دھاری تلوار ان کے ہاتھ میں ہے، کفار سے انتقام لیتے اور فجار کو سزا دیتے ہیں، ملوک اور امراء کو گرفتار کریں گے اور ان پر خدا کا مقرر کیا ہوا فیصلہ جاری کریں گے۔

یہ تمام صفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر صادق آتی ہیں سلیمان علیہ السلام

اس پیشینگوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے کیونکہ اہل کتاب کا اپنا قول یہ ہے کہ ان کی مملکت حضرت داؤد علیہ السلام کی مملکت سے زیادہ وسیع نہیں ہوئی، نیز یہ بھی انھیں کا قول ہے کہ وہ مرتد ہو گئے تھے اور آخر عمر میں انہوں نے بت پرستی شروع کر دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اس کے مصداق نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اور ان کے حواری ان اوصاف سے بمراحل دور ہیں بلکہ ان کا عکس اُن پر صادق آتا ہے۔ ملوک و امراء کو گرفتار کرنا اور ان کو سزا دینا تو در کنار وہ تو خود گرفتار ہوئے اور سخت ذلت کے ساتھ ان کو سزا دی گئی۔

آٹھویں بشارت

یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۲ میں ہے:-

"دیکھو تو سابق پیشینگوئیاں بر آئیں اور میں نئی باتیں بتلاتا ہوں اس سے پیشتر کہ واقع ہوں میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ خداوند کے لیے ایک نیا گیت گاؤ اور اس کی حمد کرو زمین کے انتہائی سرے سے، اے تم جو سمندر پر گذرتے ہو اور وہ جو اس میں بستے ہو، جزائر اور ان کے باشندو۔ بیابان اور اسکی بستیاں قیدار کے آباد گاؤں اپنی آواز بلند کریں گے، سلع[1] کے بسنے والے گائیں گے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکارین گے۔ وے خداوند کا جلال ظاہر کریں گے اور بحری ممالک میں اس کی ثناخوانی کریں گے خداوند ایک بہادر کے مانند نکلے گا وہ ایک جنگی مرد کے مانند اپنی غیرت کو اکسائے گا وہ چلائے گا ہاں، وہ جنگ کے لیے طلائیگا وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کرے گا"

[1] انگریزی ترجمہ میں لفظ سلع کو نکال کر Rock لکھا گیا ہے اور عربی ترجمہ میں اس کا اتباع کر کے صخرۃ یعنی چٹان کا لفظ لکھا ہے۔ مگر اردو ترجمہ میں صاف طور پر سلع لکھا ہے۔

بہت مدت سے چپ رہا میں خاموش ہو رہا اور آپ کو روکتا گیا پر اب میں اس عورت کی طرح جسے درد زہ ہو چلاؤں گا میں کھیلوں گا اور یکایک نگل جاؤں گا[۱]۔ میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو ویران کر ڈالونگا ان کے سبزہ زاروں کو خشک کروں گا، ندیوں کو جزیرے بناؤنگا اور جھیلوں کو سکھادوں گا۔ اور میں اندھوں کو اُس راہ سے کہ جسے وے نہیں جانتے لیجاؤنگا۔ میں انھیں ان رستوں پر جن سے وے آگاہ نہیں لے چلونگا۔ میں ان کے آگے تاریکی کو روشنی اور ناہموار کو ہموار کردونگا میں ان سے یہ سلوک کرونگا اور انہیں ترک نہ کرونگا۔ وہ پیچھے ہٹینگے اور نہایت پشیمان ہوں گے[۲] جو تراشی ہوئی مورتوں کا بھروسہ رکھتے ہیں اور ڈھالے ہوئے بتوں کو کہتے ہیں تم ہمارے الٰہ ہو (۹ - ۱۷)۔

یسعیاہ علیہ السلام نے اس پیشنگوئی میں جس کے متعلق خود انہوں نے تصریح کر دی ہے کہ اس کا ظہور آیندہ زمانہ میں ہوگا، چند باتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ خدا کی عبادت اور اس کی حمد اور تسبیح ایک نئے طرز پر ہوگی یہ اشارہ ہے نماز کی طرف۔

۲۔ وہ تمام سکان ارض پر عام ہوگی۔ بحر و بر اور دشت و جبل کے باشندوں میں پھیل جائے گی، اور زمین کے انتہائی سروں تک پہنچے گی۔ یہ اشارہ ہے عموم دعوت اسلام کی طرف۔

۳۔ قیدار کے آباد گاؤں اپنی آواز بلند کریں گے۔ یہ صریح اشارہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، کیونکہ آپ آل قیدار میں سے ہیں۔ قیدار کی نسل سے آپ کے سوا کوئی نبی نہیں اٹھا، اور آپ ہی کے ذریعہ سے قیدار کی بستیوں کا آوازہ چاردانگ عالم میں بلند ہوا۔

---

[۱] اردو ترجمہ میں "ہانپونگا اور زور زور سے ٹھنڈی سانس بھی لونگا" لکھا ہے۔ مگر عربی اور انگریزی ترجمے اس کے خلاف ہیں۔ عربی ترجمہ میں ابد دوابتلع معاً ہے اور انگریزی ترجمہ یہ ہے۔ I will destroy and devour at once

[۲] اردو ترجمہ میں "وے پیچھے ہٹیں اور نہایت پشیمان ہوں" لکھا ہے۔ مگر انگریزی ترجمہ یوں ہے:۔
They shall be turned back, they shall be greatly ashamed

۴۔ سلع کے بسنے والے گائیں گے، پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔ یہ صاف نشان وہی ہے۔ اس سرزمین کی جہاں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ بلند ہونے والا تھا۔ سلع مدینہ طیبہ کے قریب ایک مشہور پہاڑی ہے، اب تک اسی نام سے معروف ہے اور اس کے پاس غزوۂ خندق کے آثار اس وقت تک پائے جاتے ہیں۔

(۵) پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔ یہ اشارہ ہے حج کی طرف جس میں ہزار در ہزار انسان لبیک کی آوازیں بلند کرتے ہیں۔

۶۔ "خداوند کا جلال ظاہر کریں گے" اور اس کے بعد جو کچھ ہے اس میں صاف اشارہ ہے کہ یہ لوگ جہاد کریں گے، اور یہ جہاد خدا کے لیے، خدا کی طرف سے اور خدا کی تائید کے ساتھ ہوگا۔

۷۔ "کچلوں گا اور یکایک نگل جاؤں گا" اور اس کے بعد جو کچھ کہا ہے وہ اشارہ ہے اس انقلاب عظیم کی طرف جو ظہور دعوت اسلام کے بعد یکایک رونما ہوگا اور دیکھتے دیکھتے دنیا کا رنگ بدل دے گا۔

۸۔ اندھوں کو چلانے اور ان کے لیے تاریکی کو نور سے تبدیل کرنے کا مضمون بعینہ وہی ہے جو قرآن میں آیا ہے۔ ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ اور اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔ آل قیدار بالکل جاہل گمراہ اور راہ راست سے ناواقف تھے اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ان اندھوں کو راستہ دکھایا اور ضلالت کی تاریکی کو ہدایت کے نور سے بدل دیا۔

۹۔ "میں ان سے یہ سلوک کروں گا اور انھیں ترک نہ کروں گا" یہ اشارہ ہے شریعت محمدی کے دوام اور اس کے عدم نسخ کی طرف۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

۱۰۔ آخری فقرہ میں بتایا گیا ہے کہ جب یہ دعوت ظاہر ہوگی تو بت پرستوں کا زور ٹوٹ

جائیگا اور وہ ذلیل وخوار ہوں گے یہ بھی مسلمانوں کے ذریعہ سے پورا ہوا۔ دنیا کے ایک بڑے حصہ میں تو بت پرستی کا نام ونشان ہی مٹ گیا۔ اور جہاں یہ چیز ابھی باقی ہے وہاں بھی دم توڑ رہی ہے۔ تمام دنیا کے افکار پر توحید کا عقیدہ اس طرح چھا گیا ہے کہ کوئی شخص جو علم وعقل سے تھوڑا سا بھی بہرہ رکھتا ہے، اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔

نویں بشارت

یسعیاہ نبی کی کتاب کا باب ۵۴ پورا کا پورا ایک پیشینگوئی پر مشتمل ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

”اے بانجھ تو جو نہیں جنتی تھی خوشی سے للکار۔ تو جو حاملہ نہ ہوتی تھی وجد کر کے گا اور خوشی سے چلا کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ بےکس چھوڑی ہوئی کی اولاد شوہر والی کی اولاد سے بھی زیادہ ہے۔ اپنی خیمہ گاہ کو بڑھا دے ہاں اپنے مسکنوں کے پردے پھیلا دریغ مت کر اپنی ڈوریاں لمبی اور اپنی میخیں مضبوط کر۔ اس لئے کہ تو دہنے اور بائیں طرف بڑھیگی اور تیری نسل قوموں کی وارث ہوگی اور اجاڑ شہروں کو بسا دے گی۔ مت ڈر کہ تو پھر پشیمان نہ ہوگی تو مت گھبرا کہ تو پھر رسوا نہ ہوگی تو اپنی جوانی کا ننگ بھول جائیگی اور اپنی بیوگی کا عار پھر یاد نہ کرے گی۔ کیونکہ تیرا خالق تیرا شوہر ہے اس کا نام رب الافواج ہے۔ اور تیرا نجات دینے والا اسرائیل کا قدوس ہے۔ وہ ساری زمین کا خدا کہلائیگا کیونکہ تیرا خدا کہتا ہے کہ خداوند نے تجھے جو مطلقہ اور دل آزردہ عورت کی طرح ہے اور جوانی کی منکوحہ کے مانند ہے جسے چھوڑ دیا گیا ہو پھر بلایا ہے۔ میں نے ایک دم کے لیے تجھے چھوڑ دیا لیکن اب میں بہت سی مہربانیوں کے ساتھ تجھے سمیٹ لوں گا۔ قہر کی شدت کے حال میں میں نے اپنا منہ تجھ سے ایک لحظہ چھپایا پر اب میں ابدی عنایت سے تجھ پر رحم کرونگا۔

خداوند تیرا بچانے والا یوں فرماتا ہے۔ میرے آگے یہ نوح کے پانی کا سا معاملہ ہے کہ
جس طرح میں نے قسم کھائی تھی کہ پھر زمین پر نوح کا سا طوفان کبھی نہ آئے گا اسی طرح
اب میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے پھر کبھی آزردہ نہ ہوں گا اور تجھ کو نہ جھڑکوں گا
پہاڑ ٹل جائیں اور ٹیلے ہل جائیں پر میری رحمت تجھ سے کبھی زائل نہ ہوگی اور میری
سلامتی کا عہد جنبش نہ کرے گا۔ خداوند جو تیرا رحم کرنے والا ہے یوں فرماتا ہے۔
"اے تو جو آزردہ خاطر ہے اور آندھی کی اچھالی ہوئی ہے اور تسلی سے محروم ہے۔
دیکھ کہ میں تیرے پتھروں کو اچھے رنگ سے جاؤں گا[1] اور تیری بنیاد نیلموں سے ڈالوں
گا۔ میں تیری فصیلوں کو لعلوں سے اور تیرے پھاٹکوں کو چمکتے ہوئے جواہر سے اور تیرا
سارا احاطہ بیش قیمت پتھروں سے بناؤں گا۔ اور تیرے سب فرزند بھی خداوند
سے تعلیم پاویں گے اور تیرے فرزندوں کی سلامتی کامل ہوگی۔ تو راست بازی
سے پائیدار ہو جاویگی تو ظلم سے دور رہے گی کیونکہ تو نہ ڈرے گی اور گھبراہٹ سے
کہ وہ تیرے قریب نہ آئے گی۔ خبردار وہ اکٹھا کر ضرور آئیں گے پر میرے حکم سے نہیں۔
جو کوئی تیرے برخلاف جمع ہوں گے وہ اپنوں کو چھوڑ کر تیرے ہو جائیں گے۔ دیکھ میں
نے لوہار کو پیدا کیا جو کوئلے آگ میں ڈال کر پھونکتا اور اپنے کام کے لیے اوزار نکالتا
ہے اور میں نے ہی غارت گر کو پیدا کیا ہے کہ ہلاک کرے۔
"کوئی ہتیار جو تیرے خلاف بنا یا گیا کام نہ آوے گا۔ اور جو زبان عدالت میں
تجھ پر چلے گی تو اسے مجرم کرے گی یہ خداوند کے بندوں کی میراث ہے اور ان کی
راست بازی مجھ سے ہے خداوند فرماتا ہے۔"

[1] اردو ترجمہ میں لکھا ہے "دو تیرے پتھروں کو سرمہ میں لگاؤں گا"۔ انگریزی ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں
I will lay thy stones with fair colours:-

اس پیشینگوئی میں بانجھ عورت سے مراد سرزمین عرب ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی کتاب نازل نہ ہوئی تھی اور اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آیا تھا۔ وَمَآ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ۔ "بےکس چھوڑی ہوئی کی اولاد" سے مراد اہل عرب ہیں جن سے بظاہر صدہا سال تک اللہ تعالیٰ نے منہ موڑ رکھا تھا، اور شوہر والی کی اولاد سے بنی اسرائیل مقصود ہیں، جن کے ہاں بکثرت انبیاء مبعوث ہوئے اور پیہم وحی کا نزول ہوتا رہا۔ اس تشریح کے بعد پوری پیشینگوئی کو پڑھیے اور دیکھیے کہ کس طرح وہ حرف بحرف ارض عرب اور اہل عرب کے حق میں پوری ہوئی۔

اس پیشینگوئی کو اس کے اصل مقصود سے پھیرنے والا صرف ایک فقرہ ہے اور وہ "اسرائیل کا قدوس" ہے۔ مگر اہل کتاب جس طرح اپنی کتابوں میں تحریف کرتے رہے ہیں اس کی نہایت بین مثالیں اس مضمون کی ابتدا ہی میں پیش کی جا چکی ہیں۔ لہٰذا کچھ عجب نہیں کہ بعد میں یہ فقرہ قصداً بڑھایا گیا ہو۔ (باقی)

بچوں کے لئے مفید کتابیں

ہمارے نبی کے صحابہ اس کتاب میں صحابہ کرام کی زندگی کے سبق آموز واقعات نہایت سلیس زبان اور دلنشین انداز بیان کے ساتھ درج کئے گئے ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ بزرگوں کے اخلاق دین داری حسن معاشرت اور نیک معاملات کا حال معلوم ہوتا ہے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا شوق پیدا ہوتا ہے قیمت ۴؍ حالی ۶؍ کلدار علاوہ محصول ڈاک

مسلمان بی بیاں یہ کتاب "ہمارے نبی کے صحابہ" کی طرح صحابیہ خواتین کے حالات پر مشتمل ہے، جس میں ان مقدس ہستیوں کی دین داری حسن اخلاق اور خانگی زندگی میں ان کے نیک برتاؤ کے واقعات بیان کیے گئے ہیں مسلمان بچیوں کے لئے یہ کتاب شمع ہدایت ہے اور بہت سادہ زبان میں لکھی گئی ہے قیمت ۴؍ حالی ۶؍ کلدار علاوہ محصول ڈاک

دفتر ترجمان القرآن سے طلب کیجئے۔